اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے۔
اور بُرے کاموں سے منع کرے، یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔ (قرآن کریم پارہ ۴ رکوع ۲)

سلسلہ ۸۰

اعمال کا بدلہ

دُنیا و آخرت میں

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر کردہ مدرسہ افضل العلوم تاج گنج آگرہ یو۔پی

ملنے کا پتہ جیمس فوٹو کمپنی شو مارکیٹ آگرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اعمال کا بدلہ

دُنیا و آخرت میں

از

حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تجلب النعم بطاعته والنقم بمعصیته والصلٰوۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ سیدنا محمدٍ نبیہ الذی جعل العز لمن والاہ والذل والھوان علیٰ من عاداہ وعلیٰ اٰلہ واصحٰبہ الذین اتبعوہ فی المنشط والمکرہ والیسر والعسر رضی اللہ تعالیٰ عنھم ووفقنا للتاسی بھم۔ امّا بعد: یہ ہیچ مدان ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی وغفلت اور معاصی میں انہماک وجرأت، وہ ظاہر ہے کہ جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمالِ حسنہ وسیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں۔ اس کی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ اور غلبہ صفاتِ نفس کے سبب دنیا کی جزا وسزا پر چوں کہ وہ سردست واقع ہوتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے۔ پھر عالمِ آخرت میں بھی جزا وسزا کے وقوع کو گو عقیدۃً ان اعمال کا ثمرہ

جانتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر و اثر میں وسبب و مسبّب میں سمجھنا چاہیئے اور اسباب و مسبّباتِ دنیویہ میں سمجھتے بھی ہیں وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے۔ بلکہ قریب قریب اس طرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دے دیں گے جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالامال کر دیں گے، اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل ہی نہیں ہے[ل] حالانکہ یہ خیال بے شمار آیات واحادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس لئے اس مرض کے دفع کرنے کے لئے دو امر ضروری خیال میں آئے۔

(۱) کتاب وسُنّت وملفوظاتِ محقّقین سے یہ دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزاء وسزا واقع ہوگی ایسے ہی دنیا میں بھی بعض آثار اُن

ل کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنّت میں نہ جاوے گا۔ انتہیٰ، دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اعمال پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جاوے۔ جزوِ اخیر وعلّتِ تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وبس گویا یہ فضل بھی اعمالِ نیک سے نصیب ہوتا ہے، سو یہ عمل ہی علّتِ تامہ کا ایک جزو ٹھیرا۔ قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

کے واقع ہوتے ہیں۔

(۲) یہ ثابت کردیا جائے کہ اعمال ہیں اور ثمراتِ آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلاتے ہیں اور کھانا پکاتے ہیں یا کھانا کھاتے ہیں اور شکم سیر ہوجاتے ہیں یا پانی چھڑکتے ہیں اور آگ کے بجھ جاتے ہیں۔ ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امیدِ قوی ہے کہ بدرستِ جزاء اور سزا ہوجانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانۂ دنیا پر کارخانۂ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبۂ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہوجانا سہل ہو آئندہ توفیق و امداد حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے جانب سے ہے۔ اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اردو میں جمع کیا جاتا ہے۔ "گناہوں کا بدلہ دنیا میں" اس کا نام رکھا جاتا ہے مضامینِ مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا۔

مقدمہ اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزا اور سزا میں دخل ہے۔

(۱) اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔

(۲) اس بیان میں کہ طاعت و عبادت کرنے سے دنیا کا کیا نفع ہے۔

(۳) اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔

(۴) اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل و تاثیر ہے۔

خاتمہ۔ بعض مخصوص اعمالِ حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جس کے

کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لئے باعث بے باکی ہو گئے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی تکمیل فرمائے اور اس کو ذریعۂ ہدایت و رشد کا بنا دے اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جائے اس کو معاف فرما دے آمین۔ والآن نشرع وبہ نستعین

مقدمہ

اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا و سزا کے۔ قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ٥ (اعراف) یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے کہ بیشک وہ اس سے منع کئے گئے تھے سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی۔ اور ارشاد ہے: فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (الزخرف) یعنی جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ...... اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا۔ اور ارشاد ہوا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ (انفال) یعنی اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فیصلہ کر دیں اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں۔ اور ارشاد ہوا ہے وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا (الجن) یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت۔ اور ارشاد ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (التوبہ) یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ اور کہیں باسببیہ لائے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ (اعراف) یعنی یہ سزا بسبب ان اعمال کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور ارشاد ہے بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے ہے جس کو تم کرتے تھے۔ اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انہوں نے انکار کیا ہماری نشانیوں کا۔ اور کہیں فائے سببیہ لائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّھِمْ فَاَخَذَھُمْ (الحاقہ) یعنی انہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے رسولؐ کی پس پکڑ لیا ان کو۔ اور ارشاد ہے فَکَذَّبُوْھُمَا فَکَانُوْا مِنَ الْمُھْلَکِیْنَ ○ (المومنون) یعنی ان لوگوں نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں سے۔ کہیں کلمہ لولا وارد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے فَلَوْلَآ اَنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ (الصّٰفّٰت) یعنی اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے تو ٹھہرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی۔ کہیں لفظ لو آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ (النساء) یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جس کی وہ نصیحت کئے جاتے ہیں تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے

باب اوّل

گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے

یوں تو یہ مضرتیں اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا، مگر اس مقام پر اوّلاً کچھ آیات و احادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں۔ اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں کسی کو معلوم نہیں وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا ہے یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی۔ قُرب کے عوض بُعد حصہ میں آیا۔ تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک، جھوٹ و فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تُند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا۔ یہاں تک کہ زمین پر ٹپک ٹپک کر مارے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے اُن کے کلیجے پھٹ گئے اور ہمہ تن ہلاک ہو گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر اُلٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحرِ قلزم میں غرق کی گئی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قارون کو زمین میں دھنسایا گیا اور پیچھے سے سب گھر اور اسباب اس کے

ہمراہ ہوا۔ وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا جو سخت لڑائی والی تھی، اور وہ اُن کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر و زبر کر ڈالا اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو اُن پر غالب کیا جس سے ان کا بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔ اور وہ کون چیز ہے جس نے ان ہی بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا۔ کبھی قتل ہوئے، کبھی قید، ان کے گھر اُجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کیے گئے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا۔ ان قصوں کو جا بجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ○ (الروم)

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ دیکھئے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں۔ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا، جُبیرؓ بن نصیر نے ابو درداؓ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے عرض کیا کہ اے ابو درداءؓ ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے جُبیرؓ افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے۔ دیکھو کہاں تو یہ قوم برسرِ اقتدار تھی، خدا کا حکم چھوڑ نا تھا اور ذلیل و خوار ہونا تھا جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہیں

ہو۔ اور مسند میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ، یعنی بیشک آدمی محروم ہوجاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ :

(۱) جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

(۲) اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلمِ حکّام میں مبتلا ہوں گے۔

(۳) اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا بارانِ رحمت اُن سے، اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی اُن پر بارش نہ ہوتی۔

(۴) اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلّط فرمادے گا اللہ اُن کے دشمن کو غیر قوم سے پس جبر سے لیں گے اُن کے اموال کو۔

ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا، انہوں نے فرمایا جب لوگ زنا کو امرِ مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجانے

ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے جا بجا شہر میں حکم نامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت عتابِ الٰہی ہے، میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں۔ یعنی دعا وتضرع کے لئے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی اور کہو جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا، رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ اور جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا، وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا، لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الانبیاء)

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔

ف تحقیق فلاح پائی جس شخص نے پاکی حاصل کی اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی اور بعض نے تزکّی زکوٰۃ سے لیا ہے۔ ظاہراً عمر بن عبد العزیزؒ کے نزدیک یہی تفسیر ہے منہ ۱۲ ف نزولِ بلا کے وقت ۱۲

مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتبِ حکمت میں پڑھا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا مالک ہوں، ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کو اس پر مہربان کر دیتا ہوں۔ اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں ان ہی بادشاہوں کو اس پر عقوبت مقرر کرتا ہوں تم بادشاہوں کے برا کہنے میں مشغول مت ہو میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔

امام احمدؒ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں۔ اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضب ناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے۔

امام احمدؒ نے وکیعؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے۔ اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں۔

اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں آسانی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لئے فصلیں مقرر کی جاویں۔

(۱) ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے۔

کیوں کہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیّت سے نورِ باطن بُجھ جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو وصیّت فرمائی انی اری اللّٰہ تعالیٰ قد القیٰ علیٰ قلبك نوراً فلا تطفئہ بظلمۃ المعصیۃ۔ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکئ معصیّت سے مت بُجھا دینا۔

(۲) ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کی حدیث اوپر آچکی ہے۔

(۳) عاصی کو خدا تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو بھی سمجھ سکتا ہے۔ کسی شخص نے ایک عارف سے شکایت کی انہوں نے فرمایا ؎

اذا کنت قد اوحشتك الذنوب
فدعھا اذا شئت واستأنس[1]

(۴) معصیّت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے، خصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دُور اور اُن کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ

---

[1] یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ، سو تجھ کو جب رفعِ وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ — اور اُنس حاصل کرلے ۱۲

کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ میرے پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

(۵) عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے۔ جیسے تقویٰ[ف] کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ہی ترکِ تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

(۶) قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے ذرا بھی دل میں غور کیا جائے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے۔ اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت و ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آجاتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے۔ فاسق کیسا ہی حسین و جمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی، لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

(۷) معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دل کی کمزوری

[ف] قال اللہ تعالیٰ: وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۱۲ منہ

تو ظاہر ہے کہ اُمورِ خیر کی ہمّت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے۔ رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہو گا۔ دیکھو کُفّارِ فارس اور روم کیسے قویّ الجُثّہ تھے مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔

(۸) آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔ آج ایک طاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی پرسوں تیسری رہ گئی۔ یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

(۹) معصیّت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹلتی ہے کیوں (برّ) نیکی سے عمر کا بڑھ جانا حدیثِ صحیح سے ثابت ہے۔ تو فجور سے گھٹنا اس سے سمجھ لیجئے۔ اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مُقدّر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیوں کہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مُقدّر ہی ہیں، امیری اور غریبی، صحت، مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان اُمور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیئے۔

(۱۰) ایک معصیّت دوسری معصیّت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گِھر جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی

ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور پھر اس کم بخت ہیں لطف و لذّت بھی نہیں رہتی۔

(۱۱) گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

(۱۲) گناہ کرنے سے چند روز میں اس معصیّت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو بُرا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پروا ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخرًا اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے:

کلّ اُمّتی معافی الاّ المجاهرین وانّ من الاجهار ان یستر اللہ علی العبد ثمّ یصبح یفضح بنفسه ویقول یا فلان عملت یوم کذا وکذا فضحته نفسه وقد بات یستره ربّه۔

خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے، مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو ستّاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا خود اپنی پردہ دری کی حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا اور کبھی گناہ کی بُرائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

(۱۳) ہر معصیت دشمنانِ خدا میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے۔ مثلاً لواطت قومِ لوط علیہ السّلام کی میراث ہے، کم ناپنا تولنا قومِ شعیب علیہ السّلام کی میراث ہے، عُلوّ و فساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، تکبّر و تجبّر قومِ ہود علیہ السّلام کی۔ تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع و ہیئت بنائے ہوئے ہے۔

مسند احمد میں عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے من تشبّہ بقومٍ فھو منھم۔ یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہیں میں شمار ہے۔

(۱۴) گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا مخلوق میں اس کی بھی عزت نہیں رہتی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ ط (الحج)

یعنی ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزّت نیافت

اگر چہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عزّت نہیں رہتی۔

(۱۵) گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتا ہے اسی طرح اس کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے۔ وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں۔

گناہ کی سزا تو الگ ہوئی یہ لعنت اس پر طرّہ ہے۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رُک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے

(۱۶) گناہ کرنے سے عقل میں فتور اور فساد آجاتا ہے۔ کیوں کہ عقل ایک نورانی چیز ہے۔ کدورتِ معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے۔ اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں۔ قرآن مجید منع کر رہا ہے، ایمان منع کر رہا ہے، موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے۔ گناہ کرنے سے اس قدر سُرور و لذّت نصیب نہ ہوگا جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے!

(۱۷) گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ آپؐ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ آپؐ نے (۱) اس عورت پر جو گودے اور گودوائے (۲) اور جو غیر کے بال[۱] اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے۔ (۳) اور لعنت فرمائی ہے آپؐ نے سود لینے والے پر (۴) اور دینے والے پر (۵) اور اس کے لکھنے والے

---

[۱] مصنوعی چوٹی یا وِگ وغیرہ۔

(۶) اور اس کے گواہ پر اور لعنت فرمائی ہے آپؐ نے (۷) حلالہ کرنے والے پر (۸) اور جس کے لئے حلالہ ہو۔ یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرایا جاوے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۹) چور پر۔ اور لعنت فرمائی ہے (۱۰) شراب پینے والے پر (۱۱) اور اس کے پلانے والے پر (۱۲) اور اس کے نچوڑنے والے پر (۱۳) اور نچڑوانے والے پر (۱۴) اور بیچنے والے (۱۵) اور خریدنے والے پر (۱۶) اور اس کے دام کھانے والے پر (۱۷) اور جو اس کو لاد کر لائے (۱۸) اور جس کے لئے لاد کر لائی جاوے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۱۹) اس شخص پر جو اپنے باپ کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے (۲۰) اس شخص پر جو جانور کو نشانہ بنادے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۲۱) ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں (۲۲) اور ان عورتوں پر[1] جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے (۲۳) اس شخص پر جو غیراللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے (۲۴) اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات[2] نکالے یا (۲۵) ایسے شخص کو پناہ دے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۲۶) تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی (۲۷) اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۲۸) اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۲۹) اس پر جو جانور کے چہرے پر داغ لگائے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۳۰) اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۳۱) ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں (۳۲) اور ان لوگوں پر جو

[1] لباس بال، وضع قطع بنانے والے [2] بدعات

وہاں سجدہ کریں (۳۳) یا چراغ رکھیں۔ اور لعنت فرمائی ہے (۳۴) اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا کسی غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکا دے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۳۵) اس شخص پر جو عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے۔ (۳۶) اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اور لعنت فرمائی (۳۷) اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملا دے۔ اور فرمایا (۳۸) جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اور لعنت فرمائی (۳۹) اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے (۴۰) اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچا دے (۴۱) اور قطع رحم کرے۔ (۴۲) اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے۔ اور لعنت فرمائی ہے (۴۳) اس پر جو احکام خداوندی کو چھپاوے۔ اور لعنت فرمائی ان لوگوں پر (۴۴) جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان کے قصوں کی خبر تک نہیں اور ایمان دار ہیں زنا کی تہمت لگا دے۔ اور لعنت فرمائی (۴۵) اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ٹھیک راہ پر بتا دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے (۴۶) اس شخص پر جو رشوت دے (۴۷) اور جو لے (۴۸) اور جو درمیان میں پڑے۔ اور بھی بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اور اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی لعنت کا مورد ہو۔ نعوذ باللہ۔

(۱۸) گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ (المؤمن)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے، ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذابِ جہنم سے بچا لیجئے۔

دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں۔ جس شخص نے گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی وہ اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

(۱۹) گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین پیدا ہوتی ہیں۔ پانی، ہوا، غلہ پھل ناقص ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ (الروم)

یعنی ظاہر ہوگیا بگاڑ جنگل میں اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں۔

امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی اُمیہ کے خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا۔ ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانۂ عدل میں پیدا ہوتا تھا۔ اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانہ کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہوجاوے گی، پھر اس کی برکتیں عود کر آدیں گی۔ یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا۔ اور وہ اُس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے۔ انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہمارے خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

(۲۰) گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گذرے تھوڑا ہے۔ اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۲۱) گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے بھلا اگر خداوندی عظمت اُس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت کیسے ہوسکتی۔ جب اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اُس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوجاتا ہے۔

(۲۲) گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں مصیبتوں کا ہجوم[1] ہو جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ (الشوریٰ)

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۔ (الانفال)

یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زوالِ نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

(۲۳) گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں۔ مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے

مومن[1]۔ بر[2]۔ مطیع[3]۔ منیب[4]۔ ولی[5]۔ متورع[6]۔ مصلح[7]۔ عابد[8]۔ خائف[9]۔ اواب[10]۔ طیب[11]۔ رضی[12]۔ تائب[13]۔ حامد[14]۔ راکع[15]۔ ساجد[16]۔ مسلم[17]۔ قانت[18]۔ صادق[19]۔ صابر[20]

---

[1] کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں کیونکہ یہ استدراج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے۔ جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم قصداً سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اس وقت اکٹھی سزا ہو ۱۲ منہ

خاشع[21]۔ متصدّق[22]۔ صائم[23]۔ عفیف[25]۔ ذاکر[26] و نحو ذالک۔

جب بُرا کام کیا تو یہ خطابات ملے :

فاجر[1]، فاسق[2]۔ عاصی[3]۔ مخالف[4]۔ مُسئ[5]۔ مُفسد[6]۔ خبیث[7]۔ مسخوط[8]۔ زانی[9]
سارق[10]۔ قاتل[11]۔ کاذب[12]۔ خائن[13]۔ لوطی[14]۔ قاطعِ رحم[15]۔ متکبر[16]۔ ظالم[17]۔ ملعون[18]۔ جاہل[19]
وغیر ذالک۔

(۲۴) گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلّط ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبے سے محفوظ رہتا ہے۔ جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا۔ پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرّف کرتے ہیں اور اس کے قلب وزبان، دست وپا، چشم وگوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

(۲۵) گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے۔ ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے، کہیں عزت میں فرق نہ آجاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے۔ میرے نزدیک معیشتِ ضنک یعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

(۲۶) ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا۔ بلکہ جو افعال حالتِ حیات میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہو جاتے ہیں۔ ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اُس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا نفیس ہے، کہ یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مر گیا۔ کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا، اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ۔ اسی میں تمام ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کو نزع

کے وقت کلمہ پڑھوانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا۔ اور بہت سے حالات اس وقت کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے۔ خدا جانے اور کیا گذرتی ہوگی۔ خدا کی پناہ

(۲۷) گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے۔ کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس نے گانا شروع کیا تاتن تینا اور کہنے لگا جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں۔ آخر کلمہ نہ پڑھا۔ اور رخصت ہوا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یوں ہی مرا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑے لیتا ہے۔

رجوع بہ مقصود

یہ چند مضرتیں دنیوی جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں۔ جو عنقریب مختصراً مذکور ہوں گی انشاء اللہ عاقل پسند نہیں کرسکتا کہ ذرا سی اشتہائے کاذب کے لئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد و مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا۔ یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین آمین

دوسرا باب

طاعات و عبادت و اعمال صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے

(۱) طاعت سے رزق بڑھتا ہے: قال اللہ تعالیٰ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (المائدہ)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو اب نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن مراد یہ کہ ان پر پورا عمل رکھتے، توراۃ و انجیل پر عمل کرنا یہ ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد توراۃ و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے۔ اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔ اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اُگتا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکامِ الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

(۲) طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥ الانعام

یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انہوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے۔ یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

(۳) طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (الطلاق)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی راہ۔ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا۔ اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ برکتِ تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

(۴) طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا (الطلاق)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے اس کے کام میں آسانی۔

مطلبِ مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

(۵) طاعت سے زندگی مزے دار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ:

مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً (النحل)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی با لطف ولذت فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف وراحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

(۶) طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے، اولاد ہوتی ہے، باغ پھلتا ہے نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے کما قال اللہ تعالےٰ:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ۝[1]

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشوالو اپنے رب سے۔ تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں۔ بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمہاری اموال واولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لئے باغ اور مقرر کریں گے تمہارے لئے نہریں۔

(۷) ایمان لانے سے خیر وبرکتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔

قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (الحج)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں یعنی تمام آفات وشرور کو ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ان کے لئے حامی ومددگار ہونا۔

قال اللہ تعالیٰ: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ)

[1] سورۂ نوح۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اللہ مددگار ہیں ایمان والوں کے۔

فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو۔ قال اللہ تعالیٰ:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الانفال)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اس وقت کو یاد کرو جب کہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ثابت قدم رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے۔

سچی عزت عنایت ہونا: قال اللہ تعالیٰ:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (المنٰفقون)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے عزت اور ان کے رسولؐ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے۔

مراتب بلند ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ:

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (المجادلۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔

دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا۔ قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت۔

ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اوّل فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبّت کرو۔ پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فَیُوضَعُ لَہُ القَبُولُ فِی الاَرضِ ۔ یعنی مقرر کی جاتی ہے اس کے لیے قبولیت، دنیا میں اس کی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات وجمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

ـہ تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا ۔ قال اللہ تعالےٰ:

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ (حٰمٓ سجدہ)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہدیجیے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے

اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں۔ نصوص فضائل ایمان میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

(۸) قاعدہ سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانفال)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی کہدیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضے میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا۔ ان سے وعدہ ٹھہرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۹) طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ○ [۱]

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں۔

یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

(۱۰) طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت و اطمینان ہو جاتا ہے۔ جس کی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی راحت سلطنت گرد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (الرعد)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے　　به از آں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

ایک اور بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیمروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا ؎

چوں چتر سنجری رُخِ بختم سیاہ باد　　در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب　　من ملکِ نیمروز بیک جو نمے خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب تو وہ بڑے مزے دار عیش میں ہیں۔ دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس کہ یہ غریب دنیادار

[۱] الروم

دنیا سے رخصت ہو گئے نہ انہوں نے عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذّت سے واقف ہو جائیں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں۔ کبھی یہاں تک اس لذّت کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنّت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذّتِ قرب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں اور جو یہ لذّت نہیں تو جنّت کو ہیچ قرار دیتے ہیں

ہر کجا دلبر بود خرّم نشیں	فوق گردون است نے قعرِ زمیں
ہر کجا یوسف رُخے باشد چو ماہ	جنّت ست آں گرچہ باشد قعرِ چاہ
با تو دوزخ جنّت است اے جانفزا	بے تو جنّت دوزخ است اے دلربا

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذّت کس غضب کی ہوگی۔

(۱۱) طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ الخضر علیہ السلام۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔ (الکہف)

یعنی خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچّوں کی تھی۔ جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا۔ پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں آدمی اپنی جوانی پہ پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ سبحان اللہ نیکوکاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں۔ آج کل لوگ اولاد کے لیے طرح طرح کے سامان، جائیداد اور روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑنے کی فکر کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ کام کی جائیداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

(۱۳) طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں قال اللہ تعالیٰ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (یونس)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔

حدیث شریف میں اس کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے۔ مثلاً خواب میں دیکھا کہ بہشت میں چلا گیا یا اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت اور قلب کو فرحت ہو گئی۔

(۱۴) طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوش خبری سناتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○ (حٰمٓ سجدہ)

یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں پھر وہ مستقیم رہے اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیساکہ مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم وعدہ کئے جاتے تھے۔ ہم تمہارے حامی مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

دیکھیے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

(۱۵) طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (البقرہ)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قالہ المفسرون صبر اور نماز سے۔

حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے۔ امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرکے پہلے دو رکعات نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثناء کہے مثلاً سورہ فاتحہ پڑھ لے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ

مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لي ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة هي لك رضى الا قضيتها يا ارحم الراحمين ٥

(۱۶) طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملہ میں یہ تردد کہ کیوں کر کرنا بہتر ہوگا، رفع ہو جاتا ہے۔ اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر نفع و خیر ہو احتمالِ ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے امام جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا[1] کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا، مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسالك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر[2] خير لي في ديني ومعاشي اور ایک روایت میں بجائے في ديني ومعاشي وعاقبة امري کے یہ الفاظ ہیں عاجل امري وآجله فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی فاصرفه عني واصرفني

[1] یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں ۱۲ [2] پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے یا فقط دل میں سوچ لے ۱۲

عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔ اپنے کام نام بھی لیوے یعنی بجائے ھٰذا الامر کے کہے مثلاً ھٰذا السفر یا ھٰذا النکاح یا مثل اس کے۔

(۱۷) بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترمذیؒ نے ابوالدرداء و ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا۔

(۱۸) بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر سچ بولیں بائع مشتری، اور ظاہر کر دیں اپنے اپنے مال کی حالت برکت ہوتی ہے دونوں کے لئے۔ ان کے معاملہ میں اور اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے معاملہ کی۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

(۱۹) دینداری سے بادشاہی قائم رہتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر خلافت و سلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جو شخص ان سے مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا۔ جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں۔

(۲۰) بعض طاعاتِ مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بُری حالت پر موت نہیں آتی۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصے کو اور دفع کرتا ہے بُری موت کو یعنی جس میں خواری و فضیحتی ہو یا خاتمہ بُرا ہو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

(۲۱) دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہٹاتی قضا کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔ روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے

(۲۲) سورہ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سورہ یٰسین پڑھے شروع دن میں پوری کی جاویں گی اس کی تمام حاجتیں۔ روایت کیا اس کو دارمیؒ نے۔

(۲۳) سورہ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سورہ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں، نہ پہنچے گا اس کو کبھی فاقہ۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں

(۲۴) ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا، پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لے اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آیا۔ یہ اثر بھی تقدیر سے ہے۔ ۱۲

کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں۔ روایت کیا اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

(۲۴) بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماریوں کے لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، و ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

سو وہ بلا ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

(۲۵) بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تجھ کو ایسا کلام بتلا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کر دے اور تیرا قرض بھی ادا کر دے۔ اس شخص نے عرض کیا بہت خوب۔ فرمایا صبح و شام یہ کہا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری فکریں اور غم جاتے رہے اور قرض بھی ادا ہو گیا۔ روایت کیا ابوداؤد نے۔

(۲۶) بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے۔ کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں۔ انہوں نے یہ بتلائے۔

أَعُوذُ بِوَجْهِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ۔

روایت کیا اس کو مالک نے۔ اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد ومنافع ہیں جو قرآن شریف وحدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ اور ہم تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار ہیں۔ ان کی زندگی حلاوت ولطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کی نظیر امراء میں نہیں ملتی۔ ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے، ان کے دلوں میں نورانیت رہتی ہے۔ جو اصلی سرمایہ سرور ہے۔

یا الٰہی ہم سب کو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمایئے اور اپنی رضامندی وقرب نصیب فرمایئے۔

تیسرا باب

گناہ میں سے اور سزائے آخرت میں قوی تعلق ہے

جاننا چاہیئے کہ کتاب و سنت اور کشف سے معلوم ہے کہ علاوہ اس عالم دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے جو دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے۔ وہ فوراً عالم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جس کو یوم حشر و نشر کہتے ہیں۔ سو ہر عمل کے مراتب وجودی تین ہوئے، صدور، ظہور مثالی، ظہور حقیقی اس مضمون کو فوٹو فون (گراموفون اور اب ٹیپ ریکارڈر وغیرہ) سے سمجھنا چاہیئے۔ جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی دوسرا مرتبہ یہ کہ وہ الفاظ فوراً فوٹو فون میں بند ہو گئے۔ تیسرا مرتبہ جب اس سے آواز نکالی جاتی ہے وہی آواز بعینہ پیدا ہو جائے۔ سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے۔ اس میں بند ہونا عالم برزخ کی پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی۔ سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فوٹو فون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ الفاظ نکلنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی۔ اسی طرح مومن کو اس میں شک

کرنا چاہیئے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے، فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا۔ اس بنا پر یقین ہوگیا کہ آخرت کا سلسلہ[1] بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے۔ کوئی وجہ مجبوری کی نہیں۔ سو جیسے فوٹو فون کے قرب و محاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رکھتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹو فون بعد میں کھولا جائے گا۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگی۔ کیوں کہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہوگیا اور کچھ اسی طرح صدور اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیئے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلا کمی و بیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر حیلہ احتمال کمی بیشی کا نہ چل سکے گا۔ اگر یہ خیال غالب ہو جاوے تو گناہ کرنے سے

[1] اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دوزخی سے جنتی۔ اس سے صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے۔ جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تو تمام امور اختیاریہ میں واقع ہوا کرتا ہے بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبہ تقدیر سے مریض مر جاتا ہے مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے ــــــ اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثر معاملات کا ہوتا ہے اتفاق شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا سو یہ صورت اتفاق کی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال اور دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فاما من اعطیٰ و اتقیٰ۔ الخ ۱۲

ایسا اندیشہ ہو جیسا فون فوٹو کے روبرو. گالیاں دینے سے جب کہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جاوے گا اور میں بھی اس وقت حاضر ہوں گا یا دوسری موٹی مثال سمجھئے. درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں. اوّل: تخم ڈالنا. دوسرے اس کا زمین سے نکلنا، تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا. سو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا. ابتدائی کارخانہ نہیں ہے. بلکہ اسی تخم پاشی پر مبنی ہے. اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی ہے اور آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے. آثارِ آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے. ثمراتِ برزخ و آخرت بالکل انہیں اعمالِ اختیاریہ پر مبنی ٹھہرے. جیسا کہ جَو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا.

اس طرح اعمالِ بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو مل جاویں اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آگیا ہوگا. اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ..

ایک بزرگ کا قول ہے ؎

گندم از گندم بروید جو زجو   از مکافاتِ عمل غافل مشو

اور جس طرح تخم جو اور درخت جو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے. جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے. جس کے سمجھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے. باقی جس طرح درخت جو کے پہچاننے والوں کا قول معتبر سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے. اسی طرح ثمراتِ اعمال

کو پہچان کر بتلانے والوں کا (یعنی انبیاؤں، اولیاؤں کا) ارشاد واجب القبول ہے۔ خواہ سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔ اب ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آویں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے۔ اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے۔ اور ارشادات سمجھ میں آجاویں۔

قولہ تعالیٰ: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ (قٓ ۲۶)

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (الزلزال)

قولہ تعالیٰ: وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ (الانبیاء)

قولہ تعالیٰ: يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا

قولہ تعالیٰ: يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۝ آل عمران

قولہ تعالیٰ: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراهیم)

(۱) بعض اعمال کے آثار برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ

منکشف ہوگی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا۔ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ وسلم اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا جو شخص کوئی خواب دیکھتا، عرض کرتا۔ آپ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے۔ دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ ایک شخص پر ہمارا گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لئے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے۔ جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہے۔ وہ جا کر پتھر کو پھر اٹھا لاتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے۔ جیسا پہلے تھا۔ وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے تعجباً کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں۔ انہوں نے کہا چلو چلو۔ ہم آگے چلے۔ ایک شخص پر گزر ہوا جو چت لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا زنبور لئے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ پر ایک جانب آکر اس کا کلہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے پھر دوسری طرف آکر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی ہے۔ پھر اس طرف جا کر اسی طرح کرتا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں۔ کہنے لگے چلو چلو۔ ہم آگے چلے۔

لہ یہ حدیث جواب کافی سے نقل ہے ۱۲ منہ۔

ایک تنور پر پہنچے اس میں بڑا شور وغل ہو رہا ہے۔ ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد، عورتیں ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے تو اس کی قوّت سے یہ بھی اونچے اٹھتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ وہ دونوں بولے چلو چلو۔ ہم آگے چلے۔

ایک نہر پر پہنچے جو خون کی طرح لال تھی اور اس نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں۔ وہ شخص تیرتا ہوا ادھر کو آتا ہے۔ یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے۔ جس کے صدمے سے پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ تیر کر نکلتا ہے۔ یہ شخص پھر وہ اسی طرح اس شخص کو ہٹاتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ دونوں کون ہیں۔ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے۔

ایک شخص پر گزر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گزرا ہوگا اور اس کے سامنے آگ ہے۔ اس کو جلا رہا ہے اور اس کے گرد پھر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص۔ کہنے لگے چلو چلو۔ ہم آگے چلے۔

ایک گنجان باغ میں پہنچے جس میں ہر قسم کے بہاری[1] شگوفے تھے اور اس باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد جس کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں دیتا۔ بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں۔ کہنے لگے چلو چلو۔ ہم آگے چلے۔

---

[1] یعنی موسم بہار کے

ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوبصورت درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا۔ ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو۔ ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے۔ ہم شہر کے دروازہ پر پہنچے اور اس کو کھلوایا۔ وہ کھول دیا گیا۔ ہم اس کے اندر گئے۔ ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوبصورت تھا اور آدھا بدن نہایت بدصورت۔ وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو۔ اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے۔ پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جاکر اس میں گر پڑے پھر ہمارے پاس جو آئے تو بدصورتی بالکل جاتی رہی۔ پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنّتِ عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا۔ میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل۔ کہنے لگے یہی تمہارا گھر ہے۔ میں نے دونوں سے کہا۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں۔ کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے۔ میں نے ان سے کہا۔ آج رات بھر بہت تماشے دیکھے۔ آخر یہ کیا چیزیں تھیں۔ وہ بولے ہم ابھی بتلاتے ہیں۔ وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا تھا۔ وہ شخص ایسا ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا اور جس شخص کے کلّے اور نتھنے اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا یہ ایک شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دُور تک پہنچ جاتیں اور جو وہ ننگے مرد عورتیں تنور میں نظر آئے

یہ زنا کرنے والے مرد عورتیں ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خور ہے۔ اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور جو دراز قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی۔

کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مشرکین کے بچے بھی۔ آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی۔

اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کئے تھے اور کچھ بد کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا۔

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو مخفی ہیں مگر ذرا تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے اور کلے چیرے جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ اس میں آتش عقوبت کے محیط ہوجانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کے وقت برہنہ ہوجاتے ہیں۔ اور جہنم میں برہنہ ہوجانا اس میں مناسبت ظاہر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیے۔

(۲) جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاوے گا۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوۃ اپنے مال کی مگر یہ کہ ڈال دیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدہا۔ پھر آپ نے اس کی تائید کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران)

روایت کیا اس کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

(۳) بدعہدی۔ بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اس کی جان پر۔ پھر اس کو قتل کر دے۔ دیا جاوے گا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر۔ پکارا جاوے گا هذا غدرة فلان۔ یعنی یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے۔

(۴) چوری اور خیانت جس چیز میں ہوگی۔ وہ ہی آلہ تعذیب ہو جائے گی۔ ابوہریرہ رضی تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا۔ اس کا نام مدعم تھا وہ مدعم حضور کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعۃً اس کے تیر آ کر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کہو قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے جب لوگوں نے یہ مضمون سنا۔

ایک شخص جوتے کا ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا۔ آپ نے فرمایا اب کیا ہوتا ہے (یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے۔ (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

(۵) غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ۔ (الحجرات)

فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جب کہ وہ مرا ہو ضرور اس کو ناپسند کرو گے فقط اس وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

(۶) اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے جس شخص کی وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے۔ عالم مثال میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے۔ امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا۔ لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے دن اس کا ظہور ہوگا اور اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہو جاتی ہے۔ سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ[1]

یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے۔ مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے سفیان فرماتے ہیں کہ بعض لوگ

[1] (الانعام)

درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں۔ کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں۔ بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں۔ بعض بلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے۔ بعض خود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے۔ بعض کینہ پرور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے۔ بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں۔ بعض مشابہ لومڑی کے فقط امام ثعلبی نے فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے۔ جس جانور کے عادات طبیعت پر غالب ہوگی قیامت میں اس کی شکل بن جاوے گی۔

رجوع بہ مطلب

آیات واحادیث واقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے۔ اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھیلنے والا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ [1]

پس جنت دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتائی گئی کہ کوئی شے بلا اسباب ہو جاتی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے۔

منجملہ اسباب قویہ دخول جنت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں۔ اسی لئے

[1] الزلزال

صحابہؓ نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ. یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ٥ واللیل

خلاصہ یہ کہ جیسا یہاں کرو گے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اُٹھ جاوے گا۔ قال اللہ تعالیٰ۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ٥ (ق)

یا الٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمایئے۔ اور اس قدر تذکر نصیب کر دیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے۔ پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ آمین۔ یا رب العالمین۔

چوتھا باب

طاعات کو جزائے آخرت میں کیسا دخل و تاثیر ہے

اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے۔ اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

(۱) سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کے صورت مثالی درخت کی سی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمدؐ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور خبر دیجیے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

(۲) سورۂ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی مثل ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے۔ نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لایا جاوے گا۔ قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے۔ آگے آگے ہوگی اس کے سورہ بقرہ اور آل عمران۔ جیسے دو بدلیاں ہوں سیاہ سائبان میں۔ ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی۔ و بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے۔ یا جیسے قطار باندھنے والے کی جانب سے

روایت کیا اس کو مسلم نے

(۳) سورہ قل ھو اللہ احد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے۔ سعید بن المسیب مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جو شخص قل ھو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے اس کے لئے دو محل تیار ہو جاتے ہیں۔ اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل تیار ہو جاتے ہیں جنت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔ خدا کی قسم یا رسول اللہ! تب تو ہم بہت سے محل بنوالیں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت و گنجائش والے ہیں۔ روایت کیا اس کو دارمی علیہ الرحمۃ نے۔

(۴) عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے شکل ہے۔ ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لئے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپؐ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے جو جاری ہوتا ہے ان کے لئے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

(۵) دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے۔ ابوسعیدؓ خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہیں۔ کسی کا کرتا تو سینے تک ہے۔ کسی کا اس کے نیچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش ہوئے تو ان کا

لہ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ۔

کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ آپ نے فرمایا دین۔

(۶) علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس سے پیا۔ یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا ہوا پایا۔ پھر بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا پھر آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ آپ نے فرمایا علم۔

(۷) نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص محافظت کرے گا نماز پر وہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نورانی اور برہان اور نجات ہوگی۔

(۸) صراط مستقیم کی شکل مثالی مثل پل صراط کے ہے امام غزالیؒ نے رسالہ حل مسائل غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیسا کہ باریکی میں خط ہندسے کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں اس کا شمار ہے نہ دھوپ میں۔ بال کے ساتھ مناسبت نہیں۔

لہ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ

[illegible]

جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ اسی لئے جا بجا ارشاد فرمایا ہے وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ[1] یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور جنت کے جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا۔ سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کا کیسے حکم فرمایا ہے یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں۔ جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیہ مرتب ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بعد حکم مسابقت الی الجنۃ اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو قطعاً انسان کے اختیار میں ہیں چنانچہ ارشاد ہوا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝[2]

یعنی یہ جنت ایسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور جو پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گزرتے ہیں بے حیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہوں کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر

[1] الحدید [2] آل عمران

جو کیا انہوں نے اور وہ جانتے ہیں۔

دیکھئے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لئے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں۔ اس کے بعد اور بھی اوصاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ٥ (آل عمران)

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں۔ دیکھو پلہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا۔ سو مسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لئے آپس میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ اسباب لادا جائے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا لقا محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی اعمال صالح مرغوب و محبوب نہ ہوں۔

اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہے لم ار مثل الجنۃ نام طالبھا او کما قال۔ یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جاوے۔ جن کو دیدہ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا۔ ان کو بیشک ان اعمال شاقہ میں لطف اور راحت ملتا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : وَاِنَّہَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ وَاَنَّہُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ (البقرہ)

بیشک نماز ضرور گراں گزرتی مگران لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں۔ سو نماز کے آسان ہونے کے لئے یہ یقین معین ٹھہرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ نماز میں مجھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

مشورہ نیک جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا و سزا تمہارے ہاتھوں ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ جنّت کے بہت سے درخت ہمارے حصہ میں آویں تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر خوب پڑھا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایہ میں ہوں تو سورۃ البقرہ و آل عمران کی تلاوت کیا کرو کہ وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنّت کا چشمہ ملے خیرات جاری کیا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ و دین کو مضبوط پکڑو۔ اگر چاہتے ہو کہ جنّت میں دودھ کا چشمہ ملے۔ یا حوضِ کوثر سے سیراب ہوں تو علم دین خوب حاصل کرو۔ اگر چاہو کہ پلصراط پر پل جھپکتے گزر جاؤ تو شریعت پر خوب مستقیم رہو۔ اگر چاہو کہ پُل صراط پر ہمارے پاس نور رہے تو نماز کا خوب اہتمام رکھو۔ اگر چاہو کہ ہم کو جنّت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ احد پڑھا کرو۔ اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے

اسباب اختیار کرو۔ وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر تم کو مل جاویں گے۔

سُبْحَانَ الَّذِی لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

خاتمہ | بعض اعمال مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں اور بعض شبہات عوام کے جواب ہیں۔

یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں مگر بعض اعمال جو کہ بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں۔ فعلاً یا ترکاً کہ ان کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے۔ ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

(۱) ایسے طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ طاعات کا سلسلہ قائم ہو جاوے۔ ایک ان میں علم دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبت علماء سے۔ بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں۔ اتباع سنت کے عاشق ہوں۔ توسط پسند ہوں۔ افراط و تفریط سے بچتے ہوں خلق اللہ پر شفیق ہوں۔ تعصب و عناد ان میں نہ ہوں۔ گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ جیسا ہمارے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے۔ لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ۔

مگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں اور جن کی ایسی ہی نشان ہو ان کی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

(۱) مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مرشدی الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم

(۲) گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث دامت برکاتہم۔

(۳) سہارنپور میں جناب مولانا ابوالحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور

(۴) دیوبند میں جناب محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند

(۵) حضرت حاجی محمد عابد صاحب مقیم مسجد چھتہ دیوبند۔

(۶) انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب دامت برکاتہم۔

ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے۔ اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے۔ اس کے برکات خود دیکھ لے گا۔

ایک ان میں سے نماز ہے۔ جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے۔ اور بعد مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا۔ اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی

اب زمانہ حاضرہ میں جو اللہ والے بزرگ پابند شرع متبع سنت ہوں ان کی خدمت میں حاضری دیں کہ بزرگوں کی صحبت تریاق ہے۔ اس سلسلہ میں رسالہ نیک صحبت کا اثر مطالعہ فرمائیں۔

حالت درست رہے گی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ لہ

ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور کچھ بولنا ہو تو سوچ کر بولنا ہے۔ ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔ ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے۔ یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں۔ میرے اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے یہ مراقبہ ہوا۔ اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کرکے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو ہو جاتا ہوں۔

ایک ان میں سے توبہ استغفار ہے۔ جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے۔ فوراً تنہائی میں جاکر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو روے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے۔

یہ پانچ چیزیں ہوئیں۔ علم و صحبت علماء۔ نماز پنجگانہ۔ قلت کلام و قلت مخالطت محاسبہ و مراقبہ توبہ و استغفار۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کچھ مشکل بھی نہیں تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے نکلنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔

(۱) ایک ان میں سے غیبت ہے۔ اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و

لہ العنکبوت

اُخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں۔ اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدید نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سُنے نہ اچھا نہ بُرا اپنے کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے۔

(۲) ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔

(۳) ایک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں حقد و حسد و غضب وغیر ذالک۔

ایک ان میں سے غصہ ہے کبھی انہیں یاد ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالتِ غضب میں قوتِ عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہو گا عقل کے خلاف ہو گا جو بات ناگفتنی تھی، وہ منہ سے نکل گئی، جو کام ناکردنی تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا۔ بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے۔

(۴) ایک ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں۔ احاطۂ تحریر سے خارج ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔

(۵) ایک ان میں سے کھانا طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے۔ کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ غذا تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا۔ اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔

یہ ایسے معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے ترک کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جاوے گا۔ بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جاویں گے۔ اللّٰھم وفقنا۔

اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب ملتا ہے۔ جن سے وہ دھوکہ میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈالتے ہیں جب کبھی ان سے التزام طاعات و اجتناب معصیت کے لئے کہا جاتا ہے وہ ان ہی شبہات کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔

یہ شبہات دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے۔ مثلاً یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے یا یہ شبہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے۔ ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

سو چونکہ ہمارے روئے سخن اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے۔ اس لئے ان شبہات کو مطرح النظر کرتے ہیں [1]

دوسری قسم وہ شبہات جن کا باعث جہل و غفلت ہے۔ اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے۔ ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں بتوفیق اللہ تعالیٰ

(۱) ایک شبہ ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں۔ میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور الرحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں سو تم کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ تمہارے لئے ضرور مغفرت ہوگی۔ ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے۔ علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور الرحیم اس شخص کے لئے ہیں جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [2] یعنی اس کے بعد

---

[1] علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا۔ اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لئے ہر وقت موجود ہیں۔ بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے۔ یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ و نقد کما و کیفیاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں۔ پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں ادھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو خوشی سے دے ڈالتے ہیں۔ یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا۔ ۱۲ منہ

[2] النحل ۱۲

تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور الرحیم ہے جنہوں نے نادانی سے بُرا کام کیا۔ پھر انہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کر لئے اور جو بلا توبہ مر جائے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

(۲) ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے۔ آگے چل کر توبہ کر لیں گے۔ اس شخص سے کہنا چاہیئے کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے۔ کہ شب کو سوتے سوتے رہ جاؤ یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو۔ یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مر جاتا ہے۔

(۳) ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرے پھر توبہ کر کے گناہ معاف کرا لیں گے۔ اس شخص سے یہ کہنا چاہیئے کہ ذرا اپنی انگلی آگ میں ڈال دو پھر اس پر مرہم لگا دیں گے۔ یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا۔ پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے۔ اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ توبہ کی توفیق ضروری ہی ہو جاوے گی یا اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کر لیں پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کر لینا اللہ تعالیٰ کے رد برو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

(۴) ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے منتفع ہوتا ہے۔ صاحبو! ذرا

انصاف کرنا چاہیئے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں کیا اسی قصد سے کرتے ہیں کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے۔ لاؤ تقدیر کے ساتھ موافقت کرلیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا جب گناہ سے فراغت ہوجاتی ہے۔ فرصت میں تاویل سوجھتی ہے۔ اگر انصاف کرکر دیکھو خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہوگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پہ کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچاوے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو۔ سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے۔ نقصان کریں گے۔ وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پہ تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے

(۵) ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جاویں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے تو دوزخ میں جاویں گے۔ محنت و مشقت سب بے کار ہے۔ ان لوگوں سے کہنا چاہیئے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں و کوششیں کرتے ہو۔ کھانے کے لئے اس قدر اہتمام کرتے ہو بوتے ہو، جوتتے ہو، پیستے ہو، چھانتے ہو، گوندھتے ہو، پکاتے ہو، اٹھا کر منہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو، نگلتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو۔ اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اتر جاوے گا۔ نوکری کیوں کرتے ہو کھیتی کیوں کرتے ہو۔ یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو۔

رزق ہر چند بیگماں برسد ۔۔۔ لیک شرط است جستن از درہا

اگر ولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو۔ پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسببات کے لئے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو۔ اسی طرح نعمائے آخرت کے لئے وہی اسباب واعمالِ صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

(۶) ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے۔

انا عند ظن عبدی بی۔ سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ رجاؤ حسن ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کرکے مسبّب کے مرتّب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے۔ اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے۔ اور جو اسباب کو اڑا دیا یا تو یہ حسن ظن نہیں ہے۔ بلکہ غرور اور دھوکا ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی نہ کرے اگر انتظار ہو کہ اب غلّہ پیدا ہوگا تو یہ نرا جنون اور دھوکہ ہے۔ جس کا انجام افسوس وحسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(۷) ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ومغفور ہیں۔

صاحبو! اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے۔ فاطمہ انقذی نفسک من النارِ فانی لا اغنی عنک من اللہِ شیئًا۔۔۔۔

اے فاطمہ اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ کفایت نہیں کر سکتا۔ یعنی جبکہ اپنے پاس سرمایۂ ایمان و اعمال صالحہ کا نہ ہو۔ صرف نسبت کافی نہیں ہے اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سبحان اللہ نورٌ علیٰ نور ہے اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط (الطور)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملحق کر دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ۔ یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچا دیں گے اور آباء و اجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

(۸) بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہی کیا ہے۔

صاحبو! یہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے نہ ان کا کوئی فائدہ۔ مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پرواہ نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لئے مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لئے سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں۔ مگر آپ تو مستغنی نہیں تو بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق

طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی دوا تبلادے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا۔ بھلے مانس حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا، تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

⑨ ایک شبہ بعض خشک علماء کو یہ ہوجاتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ وپند کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے۔ وہ اس کثرت سے ہے کہ تمام گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔ یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سبحان اللہ وبحمدہٖ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا۔ یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لئے ایک طواف کرلینا۔

صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تمام اوامر ونواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے۔ ادھر احادیث میں صاف صاف قید مذکور ہے۔

اذا اجتنب الکبائر۔ یعنی یہ اعمال اس وقت سیأت کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جائے۔

رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ وپند کرتے ہیں۔ صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بدعمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں مشہور ومعروف ہیں۔

⑩ ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہوجاتا ہے کہ ہم ریاضت ومجاہدہ کی

بدولت مقام فنا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب ہم کچھ رہے ہی نہیں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصہ کفر و الحاد ہو جاتا ہے۔ کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کر سکتا۔

کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں عبادت کس کی اور معصیت کس کی کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلا ہے جو یہ مصلحت انتظام مقرر ہوا ہے۔ تمام تر باعث ان خرافات کا جہالت ہے۔

ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک و وصول تو کیا میسر ہوا ہو گا۔ یہ ثمرہ غلو فی التوحید ہے۔ انشاء اللہ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جاوے گی۔

اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہوا نہ موحد اور نہ صحابہؓ سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف و خشیت و توبہ و استغفار و اجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالفت نفس و سزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہو جانے کے لئے کافی و وافی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

تمّت

توقع والتماس

الحمد للہ والمنتہ کہ ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۴ ہجری کو مقام مدرسہ جامع العلوم کانپور میں مقصود تمام ہوا۔ اہل فہم سے توقع ہے کہ اس رسالہ کے الفاظ و عبارت پر خورده گیری نہ فرمائیں گے۔ مقصود کو پیش نظر رکھ کر طاعات و معاصی کے ثمرات دنیا و آخرت کے سمجھیں گے اور پچھلے معاصی سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے عزم بالجزم استقامت علی الطاعات اور اجتناب سیئات کا دل میں جمادیں گے اور ہمیشہ توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں گے اور اس ناکارۂ خلائق کے لئے بھی دعائے حصول رضائے الٰہی کی گاہ گاہ فرمالیا کریں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

محمد اشرف علی عفی عنہ